سلسلہ عالیہ چشتیہ

مناقبُ المحبوبین

تذکرہ حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہارویؒ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ

تالیفِ لطیف

حاجی نجم الدین سلیمانیؒ

حسبِ ارشاد

حضرت خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ -

مکمل اُردو ترجمہ

پروفیسر افتخار احمد چشتی

چشتیہ اکیڈمی
فیصل آباد - پاکستان

ناشر	————	چشتیہ اکادمی فیصل آباد
طابع	————	حسن شبیر پرنٹرز - لاہور
طباعت	————	آفسٹ، سفید کاغذ، مجلّد
ضخامت	————	۷۲۰ صفحات ۲۳×۳۶/۱۶
تعداد	————	۵۰۰ (پانچسو)
قیمت	————	۱۲۰ روپے (ایک سو بیس روپے)
سالِ اشاعت	————	سنہ ۱۴۰۸ھ (سنہ ۱۹۸۷ء)

یکے از مطبوعاتِ چشتیہ اکادمی

ناشر

میاں ہارون احمد چشتی

منیجر: مکتبہ الفوائد، فرحت منزل چنیوٹ بازار فیصل آباد (پاکستان)

ٹیلی فون:- ۲۸۸۵۵

بگذاشت فخر دیں چو جہاں سرائے فانی   در آستانہ جا داد آں قطب جاودانی
سالِ وصالِ آں مہ از غیب چوں بجستم   آواز داد ہاتف خورشیدِ دو جہانی

لفظ خورشیدِ دو جہانی میں تاریخ وصال ہے۔ آپ کا مزار مبارک پرانی دہلی میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی خانقاہ میں مسجد کے بالکل قریب ہے۔

آپ کے ایک ہی فرزند تھے، جن کا نام مولانا قطب الدین تھا۔ اور اُن کے آگے ایک ہی بیٹا تھا، غلام نصیر الدین نام عُرف کالے میاں صاحب اور ان کے آگے پانچ بیٹے تھے۔ سب سے بڑے غلام نظام الدین صاحب جو اس وقت حضرت مولانا صاحب کے صاحبِ سجادہ ہیں۔ دوسرے غلام معین الدین یہ دونوں ایک والدہ سے ہیں۔ جو سیّد زادی تھیں۔ تیسرے وجیہہ الدین۔ چوتھے امین الدین۔ پانچویں کمال الدین۔ امین الدین بچپن میں انتقال کر گئے تھے۔ اور یہ تینوں بھائی سلاطینِ تیموریہ کی اولاد میں سے ایک شہزادی کے بطن سے تھے۔ آپ کی تین بیٹیاں تھیں۔ دو سیّد زادی سے جن کی فتح پور سیکری میں حضرت شیخ سلیم چشتی رح کے نواسوں سے شادی ہوئی تھی۔ اور ایک بیٹی شہزادی سے تھی۔

آپ کی تصانیف بہت سی ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب فخر الحسن ہے۔ اس کتاب میں مولوی (شاہ) ولی اللہ دہلوی کے موقف کی تردید ہے۔ دوسری کتاب عقائد نظامیہ علم عقائد میں ہے۔ متفرق رقعات بھی ملے ہیں۔ چنانچہ ان رقعات میں سے ایک ذیل میں تبرکاً درج کیا جاتا ہے:

حضرت مولانا صاحب کا مکتوبِ گرامی

جو آپ نے ایک عزیز کو تحریر فرمایا تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب حمد و ستائش اُس ذاتِ اقدس کے لئے ہے، جو اوّل بھی ہے اور آخر بھی اور جو ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ صلوٰۃ و سلام ہوں اللہ تعالیٰ کے سچے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

پر جنہوں نے فرمایا ہے کہ میں میم کے بغیر احمد ہوں" اور "جس نے مجھے دیکھا اس نے گویا ذاتِ برحق کا دیدار کر لیا۔"

حمد و صلوٰۃ کے بعد گذارش ہے کہ مندرجہ ذیل چند اہم کلمات جو میں نے ایک بزرگ کی زبان سے سُنے تھے، آپ جانِ عزیز کے گرامی نامہ کے جواب میں تحریر کر رہا ہوں۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا وجود واجب اور لابدی ہے اس طرح اس کی پرستش اور عبادت بھی واجب اور لابدی ہے۔ نیز جس طرح رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مجسّم خیر و صلاح ہے بعینہٖ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے احکامات کا اتباع بھی موجبِ حکمت و فلاح ہے لیکن جو اشخاص اس کو کافی خیال کرتے ہیں اور اس کو ہی مرتبہ کمال جانتے ہیں وہ بُوئے حقیقت نہیں پاتے بلکہ وہ چوپائے ہیں۔"

انسانی صلاحیتوں کا یہ تقاضا ہے کہ انسان ہر چیز کی حقیقت اور اس کی اصل ماہیّت پر غور و فکر کرے۔ انسان سوچتا ہے کہ یہ تمام موجودات کہاں سے آئیں اور ان کی حقیقت کیا ہے۔ لیکن واقع یہ ہے کہ مردانِ خدا نے برسوں ریاضتیں کیں۔ اُن کا روحانی سفر زمین سے شروع ہو کر عرشِ الٰہی تک جا کر ختم ہوا لیکن بایں ہمہ وہ آخر کار مجبور ہو کر پکار اُٹھے "لاموجود الا اللہ" یعنی اللہ کے سوا کسی چیز کا وجود ہی نہیں ہے۔ یہ نظریہ ان کی ذاتی رائے نہیں ہوتا بلکہ وہ اسے قرآن و حدیث سے بھی ثابت کرتے ہیں:

نیست دقت آشنا طبعی کہ ہمچوں مردمک
خط کشد بر جملہ دفتر ہا بمد نقطہ ء

واقعی حقیقت کی دنیا میں پورے علم کی حیثیت ایک نقطہ سے زیادہ نہیں ہے۔

موجودہ دور کے چند مقلّد لوگ جنہوں نے بظاہر محقّق کا لبادہ اور بھیس پہن رکھا ہے اور اپنے آپ کو دنیا کا پیر و مرشد سمجھے بیٹھے ہیں، وہ اپنے باطل نظریات سے لوگوں کو خراب اور گمراہ کرتے پھرتے ہیں۔ خدا کی شان! یہ لوگ شریعت کے میدان میں اپنے آپ کو بایزیدؒ و جنیدؒ کا ہم پلّہ سمجھے بیٹھے ہیں۔ مگر جب ان کا کھوج لگایا جاتا ہے